3805/-

سوال: ہم چار بھائی ایک بہن اور والدہ ہیں، والد مرحوم نے ترکہ میں دس لاکھ نقد روپے چھوڑے ہیں، ایک بھائی کہتا ہے کہ مجھے حصہ نہیں چاہیے آپ لوگ ساری رقم آپس میں تقسیم کر لو، سوال یہ ہے کہ کوئی وارث ترکہ نقد ہونے کی صورت میں اپنے حصہ سے دستبردار ہو جائے اب چاہے باقی ورثاء نے کل رقم تقسیم کی ہو یا نہ کی ہو دونوں صورتوں میں یہ دستبردار ہونا شرعاً معتبر ہے؟ اور دونوں صورتوں میں دستبردار ہونے والا شخص دوبارہ اپنے حصہ کا مطالبہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ تقسیم ہونے اور ہو جانے کی ہر دو صورت جواب عنایت فرمائیں

مستفتی
سائل: محمد حارث محمود
03208208525
دارالافتاء جامعۃ الرشید

دار الافتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامدا ومصليا

اپنے حصہ میراث سے دستبردار ہونا تو درست نہیں، لیکن ہبہ کی شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے ہدیہ کرنا شرعاً درست ہے۔ دستبرداری درست نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ احناف کے نزدیک "ابراء عن العین" درست نہیں، "ابراء عن الدین" درست ہے۔ جبکہ مال میراث مرحوم کے جانشین کے پاس "امانت" ہوتا ہے، "دین" نہیں ہوتا، اسلئے یہ دستبرداری معتبر نہیں، اور دستبردار ہونے والے وارث کیلئے دوبارہ اپنے حصہ کا مطالبہ کرنا درست ہے۔

تاہم صورت مسئولہ میں اس بھائی کے الفاظ "آپ لوگ آپس میں تقسیم کرلو" سے "ابراء" کے بجائے عرفاً تملیک اور ہبہ کے معنی سمجھ میں آتے ہیں اور کسی قابل تقسیم مشاع چیز کے ہبہ میں اگر ہبہ کئے گئے افراد (موہوب لہم) کو تقسیم کا وکیل بنا دیا جائے تو ہبہ درست ہو جاتا ہے، اسلئے صورت مسئولہ میں اگر ورثاء نے یہ رقم آپس میں تقسیم کرلی ہو تو ہبہ درست ہو چکا ہے اور ہبہ کرنے والے بھائی کیلئے اس میں سے دوبارہ اپنے حصے کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔

البتہ اگر ورثاء نے اب تک یہ رقم تقسیم نہ کی ہو تو اس صورت میں اب تک ہبہ مکمل نہیں ہوا اور بھائی کے مانگنے پر اُسے اس کا حصہ واپس لوٹانا لازم ہوگا۔

نوٹ: آپ حضرات چونکہ فقہی اصطلاحات سے واقف ہیں، اسلئے جواب میں فقہی اصطلاحات کا استعمال کیا گیا اور انھیں عام فہم بنانے کی کوشش نہیں کی گئی، اسلئے اگر وقت پیش آئے تو دوبارہ رابطہ کرکے دریافت کیا جا سکتا ہے۔

الدر المختار (٥/ ٦٩٢)

(لا) تتم بالقبض (فيما يقسم ولو) وهبه (لشريكه) أو لأجنبي لعدم تصور القبض الكامل كما في عامة الكتب فكان هو المذهب وفي الصيرفية عن العتابي وقيل: يجوز لشريكه، وهو المختار (فإن قسمه وسلمه صح) لزوال المانع (ولو سلمه شائعا لا يملكه فلا ينفذ تصرفه فيه) فيضمنه وينفذ تصرف الواهب درر.

دار الافتاء

رد المحتار (٥/ ٦٩٢)

(قوله: فإن قسمه) أي الواهب بنفسه، أو نائبه، أو أمر الموهوب له بأن يقسم مع شريكه كل ذلك تتم به الهبة كما هو ظاهر لمن عنده أدنى فقه تأمل، رملي

الأشباه والنظائر مع غمز عيون البصائر (٤/ ٩)

ومنها صحة الإبراء عنه؛ فلا يصح الإبراء عن الأعيان،

غمز عيون البصائر في شرح الأشباه والنظائر (٤/ ٩)

أقول وكذا في البزازية مثله حيث قال لو برهن أحد الورثة على إقرار الآخر أنه بريء من ميراث أبيه وفي الميراث أعيان لا تقبل لعدم صحة الإبراء عن الأعيان (انتهى).

وهو يفيد عدم صحة الإبراء عن الأعيان في ضمن الإبراء العام وقد حرر المصنف هذا المبحث في شرحه على الكنز فارجع إليه.

Scanned with CamScanner

الأشباه والنظائر (٣/ ٣٥٤)

لو قال الوارث: تركت حقي لم يبطل حقه؛ إذ الملك لا يبطل بالترك، والحق يبطل به حتى لو أن أحدا من الغانمين قال قبل القسمة: تركت حقي بطل حقه،

غمز عيون البصائر في شرح الأشباه والنظائر (٣/ ٣٥٤)

قوله: لو قال الوارث: تركت حقي إلخ. اعلم أن الإعراض عن الملك أو حق الملك ضابطه أنه إن كان ملكا لازما لم يبطل بذلك كما لو مات عن ابنين فقال أحدهما: تركت نصيبي من الميراث لم يبطل لأنه لازم لا يترك بالترك بل إن كان عينا فلا بد من التمليك وإن كان دينا فلا بد من الإبراء، وإن لم يكن كذلك بل ثبت له حق التملك صح كإعراض الغانم عن الغنيمة قبل القسمة كذا في قواعد الزركشي من الشافعية ولا يخالفنا إلا في الدين، فإنه يجوز تمليكه ممن هو عليه.

(٢) قوله: كذا في جامع الفصولين. يعني في الثامن والثلاثين وعبارته: قال أحد الورثة برئت من تركة أبي؛ يبرأ الغرماء عن الدين بقدر حقه لأن هذا إبراء عن الغرماء بقدر حقه فيصح ولو كانت التركة عينا لم يصح.......................

واللہ تعالیٰ اعلم

محمد طلحہ ہاشم عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۲۔ ذیقعدہ۔۱۴۴۲ھ

23۔جون۔2021ء

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ

مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۳۔ ذیقعدہ۔۱۴۴۲ھ

24۔جون۔2021ء

الجواب صحیح

۱۳/۱۱/۱۴۴۲ھ

دار الافتاء
۲۰۱۲۲۹۳

مفتی

Scanned with CamScanner